

21375 - بے آباد زم 1740#; ن کوآباد کرنے کا حکم

سوال

بے آباد زمین کوآباد کرنا کیا ہے اور اس کے احکام کیا ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

الحمد لله

الموات : میم اور واو کے فتح کے ساتھ : موات اسے کہتے ہیں جس میں روح نہ ہو لیکن یہاں پر وہ زمین مراد ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو ۔

فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی تعریف یہ کرتے ہیں :

ایسی زمین جو کسی اختصاص اور ملکیت سے عاری و خالی ہو ۔

تو اس تعریف سے دو چیزیں خارج ہو جاتی ہیں :

اول :

جو کسی کافر یا مسلمان کی خرید اور یا پھر عطیہ وغیرہ کی بنا پر ملکیت بن جائے ۔

دوم :

جس کے ساتھ ملک معصوم کی کوئی مصلحت وابستہ ہو ، مثلاً راستہ ، سیلابی پانی وغیرہ کی گزرگاہ ۔

یا پھر کسی شہر کے آباد کاروں کی اس کے ساتھ مصلحت کا تعلق ہو ، مثلاً : میت دفن کرنے کیلئے قبرستان ، یا پھر گندگی وغیرہ پھینکنے کی جگہ ، یا پھر عیدگاہ اور لکڑیاں وغیرہ کی جگہ اور چراگاہ وغیرہ ۔

تو اس طرح کی زمین آباد کرنے سے بھی کسی کی ملکیت میں نہیں آسکتی

لیکن جب کسی زمین میں یہ دونوں چیزیں یعنی ملکیت معصوم اور اس کا اختصاص نہ پایا جائے اور کوئی شخص اسے

آباد اور زندہ کرلے تو وہ زمین اسی کی ملکیت میں آجائے گی ۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس نے بھی کوئی زمین زندہ کی تو وہ اسی کی ہے) مسند احمد اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ، اسی معنی کی احادیث اور بھی وارد ہیں اور کچھ توضیح بخاری میں بھی موجود ہیں ۔

اور عمومی فقہاء امصار کہتے ہیں کہ موات وہ بے آباد زمین کسی کے آباد کرنے سے ملکیت میں آجاتی ہے ، اگرچہ فقہاء نے شروط میں اختلاف کیا ہے ، لیکن حرم اور میدان عرفات کی بے آباد زمین آباد کرنے سے بھی ملکیت میں نہیں آسکتی ۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ایسا کرنے سے مناسک حج کی ادائیگی میں تنگی ہوگی اور وہاں پر لوگوں کی جگہوں پر قابض ہونا برابر ہے ۔

احیاء ارض یعنی زمین کی آبادکاری مندرجہ ذیل امور سے حاصل ہوگی :

اول :

جب کوئی زمین کے ارد گرد چار دیواری کرلے جو کہ عادتاً معروف تو اس نے اسے آباد کر لیا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس نے زمین پر چار دیواری کر لی وہ اسی کی ہے) مسند احمد ، سنن ابوداؤد ، اور ابن الجارود رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس کے علاوہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے ۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ چار دیواری سے ملکیت کا مستحق ہوجاتا ہے ۔

اور چار دیواری کی مقدار وہ ہوگی جو لغت میں دیوار معروف ہے لیکن اگر اس نے کسی بے آباد زمین کے گرد پتھر یا پھر مٹی اکٹھی کی یا چھوٹی سی دیوار بنالی جو اس سے آگے روک بھی نہ لگا سکے یا پھر کسی نے زمین کے گرد خندق کھود لی تو اس سے وہ اس کی ملکیت نہیں بن سکتی ۔

لیکن اس کی وجہ سے وہ اسے آباد کرنے کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہوگا اس لیے کہ اس نے اسے آباد کرنا شروع کر دیا ہے ۔

اگر کسی نے بے آباد زمین میں کنواں کھود لیا اور پانی نکل آیا تو اس نے بھی اس زمین کو آباد کر لیا ، لیکن اگر وہ کنواں کھودتا ہے اور پانی تک نہیں پہنچتا تو اس کی بنا پر وہ اس کا مالک نہیں بن سکتا ، بلکہ وہ اسے اس کے احیاء کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے ، اس لیے کہ اس نے احیاء کی ابتدا کر لی ہے ۔

سوم :

جب اس نے اس بے آباد زمین میں کسی چشمے یا پھر نہر کا پانی پہنچا دیا تو اس نے اس کی وجہ سے اس زمین کا احیاء کر لیا ، اس لیے کہ زمین کے لیے پانی دیوار سے زیادہ نفع مند ہے ۔

چہارم :

جب کسی نے زمین میں کھڑے ہونے والے پانی کو اس سے روک دیا جس پانی کے کھڑے ہونے کی بنا پر وہ کاشت کے قابل نہیں رہتی تھی ، وہ پانی وہاں سے روک دیا حتیٰ کہ وہ کاشت کے قابل ہوگئی تو اس نے زمین کا احیاء کر لیا ۔ اس لیے کہ یہ کام زمین کے لیے ملکیت کی دلیل میں مذکور دیوار سے بھی زیادہ نفع مند ہے ۔

اور کچھ علماء کرام کہتے ہیں کہ بنجر زمین کا احیاء صرف انہی امور پر موقوف نہیں بلکہ اس میں عرف کا اعتبار ہوگا جسے عرف عام میں لوگ احیاء شمار کریں گے اس کی بنا پر وہ زمین کا مالک بھی بنے گا ۔

آئمہ حنابلہ اور دوسروں نے یہی مسلک اختیار کیا ہے اس لیے کہ شرع نے ملکیت کی تعلیق لگائی ہے اور اسے بیان نہیں کیا تو اس طرح عرف عام میں جسے احیاء کہا جائے اسی کی طرف رجوع ہو گا ۔

مسلمانوں کے امام اور امیر یا خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بنجر زمین کسی کو دے دے تا کہ وہ اسے آباد کرے ، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عقیق میں جاگیر عطا کی تھی اور وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرموت میں عطا کی اور اسی طرح عمر اور عثمان اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو عطا کی تھی ۔

لیکن صرف جاگیر مل جانے سے ہی وہ مالک نہیں بن جائے گا بلکہ وہ اس دوسرے سے زیادہ حقدار ہے لیکن جب اسے آباد اور اس کا احیاء کرے گا وہ اس کی ملکیت بن جائے گی اور اگر وہ اس کا احیاء اور اسے آباد نہ کر سکا تو خلیفہ یا امیر المسلمین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے واپس لے لے اور کسی دوسرے کو عطا کر دے جو اسے آباد کرنے کی طاقت رکھتا ہو ۔

اس لیے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے جاگیر واپس لے لی تھی جو اسے آباد نہیں کر سکے تھے ۔

اور جو کوئی بنجر زمین کے علاوہ کسی اور غیر مملوک چیز کی طرف سبقت لے جائے اور پہلے پہنچے مثلاً شکار یا جلانے والی لکڑی تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔

اور اگر کسی کی زمین سے غیر ملکیتی پانی گزرتا ہو مثلاً نہر یا وادی کا پانی تو سب سے اوپر والے یعنی پہلے کو حق حاصل ہے کہ وہ پہلے اپنی زمین کو سیراب کرے اور اس میں ٹخنوں تک پانی کھڑا کرے پھر اپنے بعد والے کو پانی بھیجے ۔۔۔۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ ۔

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(اے زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اپنی زمین سیراب کرو اور پھر پانی کو دیوار (وہ رکاوٹ جو کھیتوں کے کنارے بنائی جاتی ہے) تک روکو (صحیح بخاری اور صحیح مسلم ۔

اور عبدالرزاق نے معمر اور زہری رحمہم اللہ سے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (پھر تم پانی کو روکو حتیٰ کہ وہ دیواروں تک آجائے) کا اندازہ لگایا اور اسے ماپا تو وہ ٹخنوں تک تھا ۔

یعنی جو کچھ قصہ میں بیان ہوا ہے اس کو ماپا تو انہوں نے وہ پانی ٹخنوں تک پہنچتے ہوئے پایا ، تو انہوں نے اسے معیار بنا دیا کہ پہلے کا اتنا ہی حق ہے اور پھر اس کے بعد والے کا بھی اتنا ہی ۔

عمر بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیل مہزور میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ (سیل مہزور مدینہ کی ایک وادی کا نام ہے) :

سب سے پہلے والا پانی کو ٹخنوں تک روکے اور پھر اپنے بعد والے کی زمین میں چھوڑ دے (سنن ابو داؤد وغیرہ

لیکن اگر پانی ملکیتی ہو تو پھر ان سب مشترکین کے درمیان ان کی املاک کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ہر ایک اپنے حصہ میں جو چاہے تصرف کر سکتا ہے ۔

اور امام المسلمین کو حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کے بیت المال مواشیوں کے لیے ایک چراگاہ مقرر کر لے جس میں کوئی اور نہ چرائے مثلاً جہاد کے لیے تیار گھوڑے ، اور صدقہ زکاة کے اونٹ وغیرہ ، اگر مسلمانوں کو اس سے تنگی نہ ہوتی ہو ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے النقیع نامی چراگاہ کو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے مقرر اور خاص کیا تھا) -

اور امام المسلمین کے لیے جائز ہے کہ وہ بے آباد زمین کی گھاس کو زکاة کے اونٹوں اور مجاہدین کے گھوڑوں اور جزیہ کے جانوروں کے لیے خاص کر دے اگر اس کی ضرورت محسوس ہو اور مسلمانوں کو اس میں تنگ نہ کرے

- .